OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾*Journal of Islamic Studies*﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 1,Jan -June 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.01.0010, PP: 25-42

یک طرفہ فیصلے کا شرعی جائزہ

Islamic review of one sided judgments

Published:
10-07-2020
Accepted:
26-05-2020
Received:
25-04-2020

Dr Muhammad Saffi Ullah Saffi
Senior Arabic Teacher, Education Department, KPK
Email: saffi.2003haqani@gmail.com

Dr Muhammad Riaz Khan Al-Azhari
Associate Professor, Department of Islamic Theology,
Islamia College University Pishawer, KPK
Email: drriaznuml@yahoo.com

Abstract

Disputes are referred to arbiter/judges for settlement and Determination of rights. Similarly the compensations and penalties in penalty and punishment are also determined through lawsuit, and no one can claim his right without referring the judge. The importance of lawsuit is mandatory for judgment i.e. the judge should settle the dispute only when claim or lawsuit is filled by the parties. One sided judgments or judgments in absentia of a party is incorrect in Islam. Because judgments are based on arguments which depends on, Witness confessions and denials. These are not found in judgments in absentia. But as per Islamic jurists some legal exceptions are that if the absent witness presents himself later, then the earlier judgment will be cancelled.

***Keyword**: review, lawsuit, one side judgment.*

تمہید

حصول حق کے سلسلے میں قاضی کی طرف مقدمہ اٹھانا ضروری ہے جب لڑائیوں اور جھگڑوں کا فیصلہ کرنا مطلوب ہو اسی طرح سزاؤں یعنی قصاص اور حدود کا حصول بھی دعویٰ کے ذریعے ہوتا ہے اور کوئی شخص قاضی کی طرف رجوع کئے بغیر اپنا حق خود نہیں لے سکتا ہے۔ دعویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ علماء نے سوائے چند مقدمات کے باقی تمام مقدمات میں فیصلے کے لئے دعویٰ کا ہونا شرط قرار دیا ہے اور دعویٰ کے بغیر قاضی کے فیصلے کو درست قرار نہیں دیتے ہیں۔ جیسا کہ مجلّہ الاحکام العدلیہ میں اس امر پر تصریح ہے۔ "کہ فیصلہ کے لئے دعویٰ کا پہلا ہونا ضروری ہے یعنی لوگوں کے حقوق کے ساتھ متعلق معاملات میں حاکم کے فیصلے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک دوسرے پر دعویٰ کرے دعویٰ کے پہلے ہونے کے بغیر فیصلہ کرنا

CC BY

صحیح نہیں۔[1] "لیکن اسلام میں یک طرفہ فیصلہ یعنی غائب پر فیصلے کا نفاذ بھی جائز نہیں۔ کیونکہ قاضی فیصلے دلیل پر کرتے ہیں جو گواہ، یا اقرار یا انکار ہیں۔ غائب کے فیصلے کے نفاذ میں یہ تینوں چیزیں مفقود ہوتی ہیں۔ لیکن فقہاء کرامؒ کے نزدیک جو صورتیں جائز ہیں اگر ان میں بھی جس وقت غائب حاضر ہو جائے تو ان کے گواہوں کو قبول کیا جائے گا اور پہلے سے کیا ہوا فیصلے کو منسوخ کیا جائے گا۔

دعویٰ کی معاشرے میں اہمیت سے انکار کرنا ممکن نہیں اسی کے پیش نظر عدالتی نظام میں دعویٰ ایک کلیدی کردار کا حامل ہے کیونکہ عدالتی نظام میں مقدمات کے اندر تین مراحل ہوتے ہیں۔

1. دعویٰ
2. دعویٰ کے اثبات کے طریقے
3. فیصلہ

دعویٰ کے ذریعے سے لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہوتا ہے اور انکے درمیاان جھگڑوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یک طرفہ فیصلہ کی شرعی جائزہ پر بحث کرنے سے پہلے ان تین امور پر تفصیلی بحث کرنا ضروری ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

دعویٰ کا لغوی معنیٰ:

وحید الزمانؒ "دعویٰ" کی معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"دعوٰی" کی لغوی معنی کیس، دعویٰ، مقدمہ۔ جس کی جمع "دَعَاوَی یا دَعَاوٍ" آتا ہے۔[2]

موسوعة الفقه میں معنی یوں ذکر کیا گیا ہے۔

"الدَّعْوَى فِي اللُّغَةِ :اسْمٌ مِنَ الِادِّعَاءِ،مَصْدَرُ ادَّعَى،وَتُجْمَعُ عَلَى دَعَاوَى بِكَسْرِ الْوَاوِ وَفَتْحِهَا"[3]

ترجمہ: لغت میں دعویٰ "الادعاء" کا اسم ہے اور ادعی کا مصدر ہے اور اس کی جمع دعاوی واو کے فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ آتی ہے۔

دعویٰ کا اصطلاحی معنیٰ:

علاوہ الدین حصکفی حنفیؒ نے دعوی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے:

"دعوی اس مقبول قول کو کہتے ہیں جس کے ذریعے قاضی کی مجلس میں اپنے حق کو غیر سے طلب کیا جائے یا خصم کو اپنے ذاتی حق سے ہٹایا جائے"[4]

علامہ شربینیؒ شافعی دعویٰ کی یہ تعریف ذکر کرتے ہے:

" سميت دعوى لأن المدعي يدعو صاحبه إلى مجلس الحكم ليخرج من دعواه و شرعا إخبار عن وجوب حق على غيره عند حاكم"[5]

ترجمہ: دعویٰ کو دعویٰ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ مدعی اپنے صاحب کو حاکم کی مجلس کی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ اس دعویٰ سے نکلے اور شرعاً غیر پر اپنے حق کے واجب ہونے کی خبر دینا ہے۔

البہوتیؒ فرماتے ہیں:

"والدعوى اصطلاحا إضافة الانسان إلى نفسه استحقاق شيء في يد غيره إن كان المدعي عينا أو في

ذمته أي الغير إن كان دينا من قرض أو غصب"[6]

ترجمہ: دعویٰ اصطلاح میں کسی غیر کے قبضے یا ذمے میں موجود چیز کے استحقاق کی اپنی طرف نسبت کرنے کو دعویٰ کہتے ہیں خواہ مدعی عین ہو یا اس کے ذمے کوئی چیز ہو خواہ قرض ہو یا غصب۔

امام قرافیؒ نے دعویٰ کی یہ تعریف ذکر کی ہے:

"الدعوى الصحيحة أنها طلب معين أو ما في ذمة معين أو ما يترتب عليه أحدهما معتبرة شرعا لا تكذبها العادة"[7]

ترجمہ: الدعوى الصحيحة یہ ہے کہ کسی معین چیز یا کسی کے ذمہ معین چیز یا ان دونوں میں سے ایک پر مرتب ہونے والی چیز کو طلب کرنا جو شرعاً معتبر اور عرف اور عادت اس کی تکذیب نہ کرتا ہو۔

دعویٰ کی مذکورہ تعریفات میں اگرچہ الفاظ کے اعتبار سے باہمی تفاوت پایا جاتا ہے الفاظ میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ دعویٰ کی تعریف میں بعض علماء کرام نے دعویٰ کی شرائط جبکہ بعض نے دعویٰ کے لوازم اور بعض دوسرے حضرات نے دعویٰ کے وصف کو ذکر کیا ہے لیکن لفظی اختلاف کے باوجود یہ تعریفات معنیٰ اور مطلب کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہیں ان کے درمیان کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔

ناصر ابن عقیلؒ ان تمام تعریفوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

"ولكن تعريف الحنفيه ادق"[8]

ترجمہ: لیکن حنفیہؒ کی تعریف زیادہ دقیق ہے۔

مشروعیت دعویٰ

شرح المجلۃ الاحکام میں دعوی کی مشروعیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وَالدَّعْوَى أَصْلٌ شُرِعَ لِاسْتِخْصَالِ صَاحِبِ الْحَقِّ عَلَى حَقِّهِ وَلِمَنْعِ الْفَسَادِ"[9]

ترجمہ: دعویٰ اصل ہے اور صاحب حق اپنے حق کو حاصل کرنے اور فساد منع کرنے کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔

دعویٰ کی مشروعیت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

کتاب اللہ سے ثبوت

دعویٰ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝٦٥﴾[10]

ترجمہ: پس تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگ بھی نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہونگے۔

اس آیت مبارک میں " حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ " کے تحت علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

"يتحاكموا إليك ويترافعوا"[11]

یہاں تک کہ آپ کو حکم بنادے اور آپ کے سامنے اپنے دعووں کو پیش کریں۔

سنت رسول اللہ ﷺ سے دعویٰ کا ثبوت

احادیث مبارکہ سے دعویٰ کی مشروعیت ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم[12] میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن بن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو يعطى الناس بدعواهم لادعى ناس دماء رجال وأموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه[13]

ترجمہ: اگر ان لوگوں کو ان کے دعوؤں کے مطابق دیا جانے لگے تو لوگ کھڑے ہو کر دوسروں کے سارے جان ومال ہی کا دعویٰ کر دیں اس لئے مدعی علیہ کے ذمہ قسم ہے۔

اجماع امت سے دعویٰ کا ثبوت

تمام امت مسلمہ کا دعویٰ کی مشروعیت پر اجماع ہے کسی نے بھی دعوی صحیحہ صادقہ کو ناجائز نہیں کہا ہے تاہم جھوٹا دعویٰ کرنا جائز نہیں احادیث میں اس پر وعیدیں آئی ہیں۔

أثر علل الحديث في اختلاف الفقهاء میں دعویٰ کی مشروعیت یوں بیان کیا گیا ہے:

"اذا قامت البينة على دعوى المدعي بشهادة كاملة النصاب ، و قبل القاضي شهادة الشهود ، فان القاضي يحكم بما ادعاه المدعي لا خلاف بين العلماء في ذلك"[14]

ترجمہ: جب مدعی نے دعویٰ پر شہادت کاملہ کے ساتھ گواہ قائم کیے اور گواہوں نے قاضی کے سامنے گواہی دی اگر قاضی نے مدعی کے گواہوں پر فیصلہ کیا تو علماء کے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

ناصر بن عقیلؒ کہتے ہیں کہ دعویٰ کے چار ارکان ہیں۔

1. مدعی
2. مدعیٰ علیہ
3. مدعیٰ بہ (بنائے دعویٰ)
4. قاضی[15]

ذیل میں ان تمام ارکان کی وضاحت بیان کرتے ہیں:

مدعی

صاحب العنایہؒ فرماتے ہیں:

"الْمُدَّعِي مَنْ لَا يَسْتَحِقُّ إلَّا بِحُجَّةٍ كَالْخَارِجِ"

ترجمہ: مدعی وہ ہے جو کسی دلیل اور ثبوت کے بغیر کسی چیز کا مستحق قرار نہ پاسکے۔

مدعیٰ علیہ

کاسانیؒ دوسری تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

"وَالْمُدَّعَى عليه من يَدْفَعُ ذلك عن نَفْسِهِ"[16]

ترجمہ: بعض کی رائے میں مدعی علیہ وہ ہے جو اپنے لئے اس حق کا دفاع کرے۔

مدعیٰ بہ

فتاوی عالمگیریہ میں مدعیٰ بہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں:

"الْمُدَّعَى بِهِ فَلَا يَخْلُو إمَّا أَنْ يَكُونَ مَنْقُولًا أو عَقَارًا أو دَيْنًا فَإِنْ كان مَنْقُولًا يُنْظَرُ إنْ كان مِثْلِيًّا

كَالْمَكِيلِ وَالْمَوْزُونِ لَا يُجْبَرُ على إِعْطَاءِ الْكَفِيلِ بِالْمُدَّعَى بِهِ لِأَنَّهُ ليس عليه إِحْضَارُهُ في مَجْلِسِ الْحُكْمِ وَإِنْ لم يَكُنْ مِثْلِيًّا كَالْعَبْدِ وَالدَّابَّةِ وَالثَّوْبِ يُجْبَرُ على إِعْطَاءِ الْكَفِيلِ بِالْمُدَّعَى بِهِ فَأَمَّا إذَا كان الْمُدَّعَى بِهِ عَقَارًا أو دَيْنًا لم يُؤْخَذْ منه كَفِيلًا"[17]

ترجمہ: مدعیٰ بہ تین حالتوں سے خالی نہیں منقولی ہوگی یا عقار یا دَین ہوگی۔ اگر منقول ہو تو دیکھا جائے گا اگر مثلی ہو جیسے مکیلی یا وزنی، تو مدعیٰ بہ کے حوالہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اعطاء الکفیل پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ قاضی کی مجلس میں حاضر کرنا ضروری نہیں۔جب مثلی نہ ہو جیسے غلام، جانور اور کپڑے، تو مدعیٰ بہ مع کفیل کے حوالہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر مدعیٰ بہ جائیداد یا قرض ہو تو کفیل ان سے نہیں لیا جائے گا۔

قاضی

دعوی کا چوتھا رکن قاضی ہے دعویٰ میں یہ رکن بہت اہمیت کا حامل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے بہت سی دعائیں فرمائی ہیں اور ساتھ ساتھ قاضی کا صحیح حق ادانہ کرنے پر وعیدیں بھی آئی ہیں اور نبی کریم ﷺ جب کسی کو قاضی بھیجتے تو پہلے اس کو بہت سے نصیحتیں فرماتے

اور پھر دعا دے کر رخصت فرماتے تھے جیسے علیؓ فرماتے ہیں:

بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى اليمن لأقضي بينهم فقلت يا رسول الله لا علم لي بالقضاء فضرب بيده على صدري وقال اللهم اهد قلبه وسدد لسانه فما شككت في قضاء بين اثنين حتى جلست مجلسي هذا[18]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بحثیت قاضی یمن بھیجا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے قضاۃ کا علم نہیں تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو ہدایت دے اور زبان درست کرے اس کے بعد جب بھی میں اس منصب پر فائز رہا تو مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کوئی تردد نہ رہا۔

قاضی کا طریقہ کار

"فإذا صحت الدعوى سأل القاضي المدعى عليه عنها فإن اعترف قضى عليه بها وإن أنكر سأل المدعى البينة فإن أحضرها قضى بها وإن عجز عن ذلك وطلب يمين خصمه استحلف عليها"[19]

ترجمہ: جب دعویٰ صحیح ہو جائے تو قاضی مدعیٰ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھے اگر وہ اعتراف کرے تو قاضی اس کے خلاف فیصلہ سنائے۔ اگر انکار کرے تو مدعی گواہوں کو پیش کرے گا۔ اگر وہ حاضر ہو جائے تو فیصلہ سنائے گا اگر وہ اس سے عاجز ہو جائے تو مدعیٰ علیہ سے قسم اٹھائے گا۔

دعویٰ کی صحت کے شرائط

دعویٰ کے ارکان پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد اب دعویٰ کی صحت کے شرائط بیان کرتے ہیں کہ دعویٰ کن شرائط سے صحیح ہوتا ہے؟ اور وہ کونسی شرائط ہیں؟ جو دعویٰ کو متاثر کرتی ہیں۔ فقہاء کرامؒ دعویٰ کے صحیح ہونے کے لئے درج ذیل شرائط بیان کرتے ہیں۔

فریقین کا عاقل ہونا۔

دعویٰ کی صحت کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مدعی اور مدعیٰ علیہ عاقل ہوں۔ مجنون اور ناسمجھ بچے کا دعوی قابل قبول

نہیں اور نہ ان دونوں کی خلاف دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔ جیسے فتاوی العالمگیریۃ میں ہے:

"عَقْلُ الْمُدَّعِي وَالْمُدَّعَى عليه فَلَا تَصِحُّ دَعْوَى الْمَجْنُونِ وَالصَّبِيِّ الذي لَا يَعْقِلُ حتى لَا يَلْزَمَ الْجَوَابُ وَلَا تُسْتَمَعُ الْبَيِّنَةُ"[20]

ترجمہ: مدعی اور مدعیٰ علیہ عاقل ہوں مجنون اور کم عقل بچے کا دعویٰ صحیح نہیں ان پر جواب بھی لازم نہیں اور نہ ان کی گواہی سنی جائے گی۔

بنائے دعویٰ کا معلوم ہونا

دعویٰ کی صحت کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ بنائے دعویٰ معلوم ہوں اس لئے کہ ایک نامعلوم اور انجانی چیز پر نہ گواہی دی جاسکتی ہے اور نہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ جیسے ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

"مَعْلُومِيَّةُ المدعي"[21]

غیر منقولہ اشیاء کے دعویٰ میں قبضہ کا ذکر کرنا

جائیدار غیر منقولہ کے دعویٰ میں مدعی کا یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ وہ جائیداد مدعیٰ علیہ کے قبضے میں ہے۔

محامیؒ فرماتے ہیں:

"دَعْوَى الْعَقَارِ - إِذَا كَانَ الْمُدَّعَى بِهِ عَقَارًا"[22]

ترجمہ: اگر مدعیٰ بہ جائیداد ہو تو اس کی حدود بیان کرنا لازم ہے۔

مطالبہ ہونا

دعویٰ کے اندر یہ شرط ہے کہ مدعی بنائے دعویٰ کا مطالبہ بھی کرے کیونکہ عدالت ہر انسان کے کسی حق کا بندوبست اس وقت کرتی ہے جب وہ مطالبہ کرتا ہو۔ جیسے زین الدینؒ فرماتے ہیں:

" وَأَنَّهُ يُطَالِبُهُ بِهِ "[23]

ترجمہ: اور جب وہ اس چیز کا مطالبہ کرے۔

مدعی کے زبان سے ہونا

دعوی کے اندر یہ ضروری ہے کہ وہ مدعی کے زبان سے ہو مگر یہ کہ اس آدمی کا کوئی عذر نہ ہو

ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

"كَوْنُهَا بِلِسَانِ الْمُدَّعِي فَلَا تَصِحُّ بِلِسَانِ وَكِيلِهِ إِلَّا بِرِضَا خَصْمِهِ عِنْدَ الْإِمَامِ إِذَا لم يَكُنْ بِهِ عُذْرٌ" [24]

ترجمہ: دعویٰ مدعی کے زبان سے ہو وکیل کے زبان سے صحیح نہیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک خصم کی رضا پر دعویٰ صحیح ہوتا ہے۔ جب کوئی عذر نہ ہو۔

قاضی کے مجلس میں دعویٰ کرنا

دعوی کی صحت کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ دعوی قاضی کے سامنے عدالت کے کمرے میں ہو جیسے علاوالدین فرماتے ہیں:

"فَلَا تُسْمَعُ الدَّعْوَى إِلَّا بين يَدَيْ الْقَاضِي كما لَا تُسْمَعُ الشَّهَادَةُ إِلَّا بين يَدَيْهِ"[25]

ترجمہ: دعوی قاضی کی مجلس کے بغیر نہیں سنا جائے گا جس طرح قاضی کی مجلس کے بغیر گواہی نہیں سنی جاتی ہے۔

تناقض کا نہ ہونا

دعویٰ کی صحت کے لئے شرط یہ ہے کہ مدعی کے دعویٰ میں تناقض نہ ہو، یعنی اس سے قبل اس نے کوئی ایسا دعویٰ یا اقدام نہ کیا ہوں جو اس موجودہ دعویٰ سے متصادم ہو۔ جیسے ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

"عَدَمُ التَّنَاقُضِ فِي الدَّعْوَى إلَّا فِي النَّسَبِ وَالْحُرِّيَّةِ"[26]

ترجمہ: نسب اور حریت کے علاوہ دعویٰ میں تناقض نہ ہو۔

دعوی ملزمہ ہو

دعویٰ ایسا ہونا چاہیئے جس سے مدعیٰ علیہ پر کوئی چیز لازم ہو جائے لہٰذا دعویٰ غیر ملزمہ درست نہیں ہوگا۔ دعوی ملزمہ کے بارے میں ردالمحتار یوں رقم طراز ہیں:

"وينبغي أن يكون المحكم كذلك لانه يلزم الخصم بالحق ويخلصه"[27]

ترجمہ: مناسب ہے کہ دعویٰ ملزمہ ہو جو مدعیٰ علیہ پر کچھ لازم کرتا ہو یا اس سے خلاصی ہو سکتا ہو۔

حال سے متعلق ہونا

الماوردیؒ فرماتے ہیں:

"أَنْ يَقُولَ وَهُوَ حَالٌّ،لِأَنَّ الْمُؤَجَّلَ لَا يَسْتَحِقُّ الْمُطَالَبَةَ بِهِ قَبْلَ حُلُولِهِ،فَلَمْ تَصِحَّ دَعْوَاهُ،فَإِنْ كَانَ بَعْضُهُ حَالًّا ، وَبَعْضُهُ مُؤَجَّلًا صَحَّ دَعْوَى جَمِيعِهِ لِاسْتِحْقَاقِ الْمُطَالَبَةِ بِبَعْضِهِ وَيَكُونُ الْمُؤَجَّلُ تَبَعًا"[28]

ترجمہ: دعویٰ حال سے متعلق ہو کیونکہ حال سے پہلے مؤجل میں مطالبہ کرنا جائز نہیں اور ان کا دعویٰ صحیح نہیں اگر بعض حال سے معلق ہو اور بعض مؤجل سے معلق ہو تو تمام میں دعویٰ صحیح ہے بعض میں مطالبہ کے حق ہونے کی وجہ سے اور بعض حصہ ان کا تابع ہوگا۔

مدعیٰ علیہ کا موجود ہونا۔

دعوی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مدعیٰ علیہ موجود ہو اس لئے کہ دعوی کی سماعت اور ثبوت کی فراہمی فریق ثانی یعنی مدعیٰ علیہ کی موجودگی میں ہوسکے۔

قاضی اس وقت تک فیصلہ نہ کرے جب تک فریقین کے بیانات نہ سن لے، نبی کریم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَقَاضَى إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَسَوْفَ تَدْرِي كَيْفَ تَقْضِي قَالَ عَلِيٌّ فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا بَعْدُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ[29]

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جب دو آدمی تمہارے پاس فیصلے لینے آئیں تو دوسرے کی بات سننے سے پہلے ایک کے حق میں فیصلہ نہ کرنا عنقریب تم فیصلہ کرنے کا طریقہ جان لوگے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ (قاضی) یعنی فیصلے کرتا رہا یہ حدیث حسن[30] صحیح[31] ہے۔

غائب کی حالت معلوم کرنے کے لئے تاخیر فیصلہ

غائب کی حالت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے فیصلہ میں تاخیر کرنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

وقال عليه الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِعَمْرِو بن الْعَاصِ اقْضِ بين هٰذَيْنِ قال أَقْضِي وَأَنْتَ حَاضِرٌ بَيْنَنَا فقال

عليه الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اقْضِ بَيْنَهُمَا بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ اسْمٌ لِلْكَائِنِ الثَّابِتِ وَلَا ثُبُوتَ مع احْتِمَالِ الْعَدَمِ وَاحْتِمَالُ الْعَدَمِ ثَابِتٌ في الْبَيِّنَةِ لِاحْتِمَالِ الْكَذِبِ فلم يَكُنْ الْحُكْمُ بِالْبَيِّنَةِ حُكْمًا بِالْحَقِّ فَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَجُوزَ الْحُكْمُ بها أَصْلًا إلَّا أنها جُعِلَتْ حُجَّةً لِضَرُورَةِ فَصْلِ الْخُصُومَاتِ وَالْمُنَازَعَاتِ ولم يَظْهَرْ حَالَةَ الْغَيْبَةِ وقد خَرَجَ الْجَوَابُ عن كَلَامِهِ [32]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاصؓ [33] کو فرمایا ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ فرمایا آپ ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں پھر بھی ہم فیصلہ سنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کے درمیان حق کا فیصلہ کرو۔ حق ثابت کرنے کا نام ہے۔ ثبوت عدم احتمال کے ساتھ ثابت نہیں ہوتا۔ کذب کے احتمال کے لئے عدم احتمال گواہوں سے ثابت ہوتا ہے۔ گواہوں سے فیصلہ سنانا حق کا فیصلہ نہیں۔ پس مناسب ہے کہ اس کے ساتھ بالکل فیصلہ نہ سنایا جائے مگر خصومات اور متنازعات میں ضرورت کے تحت حجت بنایا جائے۔ غائب کی حالت کبھی ظاہر نہیں ہوتی۔ اس کے کلام سے جواب نکل آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے فیصلے سے منع فرمایا ہے جب مدعی علیہ کی بات نہ سنی ہو جیسے فرماتے ہیں:

أنه صلى الله عليه و سلم إذا منعه من أن يقضي لأحد الخصمين وهما حاضران حتى يسمع كلام الاخر ففي الغائب أولى بالمنع وذلك لإمكان أن يكون مع الغائب حجة تبطل دعوى الاخر وتدحض حجته[34]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے دونوں خصمان میں سے کسی ایک کی غیر حاضری میں فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ دونوں کی حاضری ضروری ہے تاکہ مدعٰی علیہ کا کلام سنا جائے۔ غائب منع میں اولی ہے کیونکہ غائب کے ساتھ کوئی دلیل ہونے کے امکان کو مدعی کا دعویٰ باطل کر دیتا ہے۔ لہٰذا اس کی حجت مضبوط ہوئی۔

صحیح ابن حبان میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

ابن عباس عن علي قال : بعثني رسول الله صلى الله عليه و سلم برسالة فقلت يا رسول الله تبعثني وأنا غلام حديث السن ؟ فأسأل عن القضاء ولا أدري ما أجيب قال ما بد من ذلك أن أذهب بها أنا أو أنت قال فقلت وإن كان ولا بد أذهب أنا فقال انطلق فاقرأها على الناس فإن الله تعالى يثبت لسانك ويهدي قلبك ثم قال إن الناس سيتقاضون فإذا أتاك الخصمان فلا تقضي لواحد حتى يسمع كلام الآخر فإنه أجدر أن تعلم لمن الحق[35]

ترجمہ: ابن عباسؓ علیؓ سے روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک خط بھیجا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے بھیج رہے ہو حالانکہ میں ابھی بہت چھوٹا ہوں جب مجھ سے کوئی پوچھے تو میں کیا جواب دوں گا فرمایا کہ آپ کا جانا ضروری ہے ورنہ میں خود جاؤں گا۔ میں نے کہا کہ میں جاتا ہوں تو فرمایا کہ تم لوگوں کو سناؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری زبان ثابت رکھے گا اور تمہارے دل کو ہدایت دے گا۔ پھر فرمایا کہ لوگ تمہارے پاس فیصلے لائیں گے جب تمہارے پاس دونوں مدعی اور مدعٰی علیہ آجائیں تو ایک کو فیصلہ نہ سناؤ جب تک کہ دوسرے آدمی سے کلام نہ سنو کیونکہ تمہیں کیا معلوم؟ کہ ان میں سے کون حق پر ہیں؟

ابوداؤدؒ یک طرفہ فیصلے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُرْسِلُنِي وَأَنَا

حَدِيثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنْ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنْ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا أَوْ مَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ[36]

علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا میں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے (قاضی بنا کر) بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نو عمر ہوں اور قضاء کے بارے میں علم بھی نہیں رکھتا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ عنقریب تمہارے قلب کو ہدایت دیں گے اور تمہاری زبان کو ثابت قدم رکھیں گے۔ جب دو فریق تمہارے سامنے بیٹھے ہوں تو ان کے درمیان دوسرے فریق کی بات سنے بغیر ہر گز فیصلہ نہ کرنا جس طرح کہ تو نے پہلے فریق کی بات سنی، اس لیے کہ اس میں زیادہ مناسب طریقہ سے تمہارے سامنے مقدمہ کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ فیصلہ کرتا تھا اور مجھے کسی فیصلہ میں شک وشبہ نہ ہوا اس کے بعد۔

کنز العمال میں ارشاد النبوی ﷺ ہے:

عن علي أن النبي صلى الله عليه وسلم، حين بعثه ببراءة قال يا رسول الله إني لست باللسن ولا بالخطيب، قال ما بد لي أن أذهب بها أنا أو تذهب بها أنت ، قال فإن كان ولا بد فسأذهب أنا، قالانطلق فإن الله يثبت لسانك، ويهدي قلبك، ثم وضع يده على فيه، وقال إنطلق وإقرأها على الناس، وقال إن الناس سيتقاضون إليك، فاذا أتاك الخصمان فلا تقضين لواحد حتى تسمع كلام الآخر، فإنه أجدر أن تعلم لمن الحق[37]

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو سورہ برات دے کر مکہ بھیجنا چاہا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نہ تو صاف زبان کا مالک ہوں اور نہ ہی خطیب ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا تو میں خود جاؤں یا پھر تم میرا پیغام لے کر جاؤ۔ علیؓ نے عرض کیا اگر معاملہ ایسا ہے تو پھر میں ضرور جاؤں گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میرا پیغام لے کر جاؤ اللہ تمہاری زبان کو مضبوط کرے گا اور تمہارے دل کو ہدایت سے لبریز کرے گا۔ پھر آپ ﷺ نے علیؓ کے منہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا جاؤ اور وہ خط پڑھ کر سناؤ نیز فرمایا عنقریب لوگ تمہارے پاس اپنے فیصلے اور مقدمے لے کر حاضر ہوا کریں گے۔ پس جب کبھی دو فریق تمہارے پاس کوئی فیصلہ لے کر آئیں کبھی ایک کے حق میں فیصلہ نہ کر دینا جب تک دوسرے کی اچھی طرح نہ سن لو۔ اس سے تمہیں اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ اصل صاحب حق کون ہے۔

مسند احمد میں یوں وارد ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَقَدَّمَ إِلَيْكَ خَصْمَانِ فَلَا تَسْمَعْ كَلَامَ الْأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَسَوْفَ تَرَى كَيْفَ تَقْضِي قَالَ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَا زِلْتُ بَعْدَ ذَلِكَ قَاضِياً[38]

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا جب تمہارے پاس دو فریق آئیں تو صرف کسی ایک کی بات نہ سننا بلکہ دونوں کی بات سننا تم دیکھو گے کہ تم کس طرح فیصلہ کرتے ہو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں مسلسل عہدہ قضاء پر فائز رہا۔

کن صورتوں میں یک طرفہ فیصلہ جائز ہیں:

جب کسی آدمی کے پاس غائب کا مال ہو تو قاضی کے فیصلے کے مطابق اس کی بیوی یا چھوٹے بچے اور والدین خرچ کر سکتے ہیں جیسے جوہر النیرہ میں فرماتے ہیں:

"وَإِذَا غَابَ الرَّجُلُ وَلَهُ مَالٌ فِي يَدِ رَجُلٍ مُعْتَرِفٍ بِهِ وَبِالزَّوْجِيَّةِ فَرَضَ الْقَاضِي فِي ذَلِكَ الْمَالِ نَفَقَةَ زَوْجَةِ الْغَائِبِ وَأَوْلَادِهِ الصِّغَارِ وَوَالِدِيهِ"[39]

ترجمہ: جب کوئی آدمی غائب ہو اس کا مال کسی کے پاس ہو اور اعتراف بھی کرتا ہو۔ تو قاضی اسکے مال سے غائب کی بیوی، بچوں اور والدین کے لئے نان و نفقہ مقرر کر سکتا ہے۔

بحر الرائق میں ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

"عَلَّقَ الْمَدْيُونُ الْعِتْقَ أو الطَّلَاقَ على عَدَمِ قَضَائِهِ الْيَوْمَ ثُمَّ تَغَيَّبَ الطَّالِبُ وَخَافَ الْحَالِفُ الْحِنْثَ فإن الْقَاضِيَ يَنْصِبُ وَكِيلًا عن الْغَائِبِ وَيَدْفَعُ الدَّيْنَ إلَيْهِ وَلَا يَحْنَثُ الْحَالِفُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى"[40]

ترجمہ: مدیون نے عتق اور طلاق کو آج کی قضاء کے ساتھ معلق کیا پھر طالب غائب ہوا حالف کی حنث کی خوف سے اگر قاضی غائب کی طرف سے وکیل مقرر کرے اور اس کا قرضہ چکا دے تو حالف حانث نہیں ہوگا اس پر فتویٰ ہے۔

اس صورت میں بھی غائب کے بغیر فیصلے کا نفاذ جائز ہے:

"الْمُشْتَرِي بِخِيَارٍ أَرَادَ الرَّدَّ في الْمُدَّةِ فاختفي الْبَائِعُ فَطَلَبَ الْمُشْتَرِي من الْقَاضِي أَنْ يَنْصِبَ خَصْمًا عن الْبَائِعِ لِيَرُدَّهُ عليه قبل يَنْصِبُ نَظَرًا إلَى الْمُشْتَرِي"[41]

ترجمہ: اگر مشتری بالخیار نے مدت خیار میں مبیعہ واپس کرنے کا ارادہ کیا مگر بائع غائب تھا تو مشتری قاضی سے مطالبہ کرے کہ وہ بائع کی طرف سے وکیل بن کر مبیعہ اس کو واپس کرے تاکہ بیعہ تامہ نہ ہو جائے۔

ابن عابدینؒ یوں ذکر کرتے ہیں:

"اشترى بالخيار أي وأراد الرد في المدة فاختفى البائع فطلب المشتري من القاضي أن ينصب خصما عن البائع ليرده عليه"[42]

ترجمہ: اگر مشتری بالخیار نے مدت خیار میں مبیعہ کو واپس کرنا چاہا مگر اس دوران بائع غائب تھا تو مشتری قاضی کو وکیل بنا کر مبیعہ واپس کرے۔

تیسری صورت

"كَفَلَ بِنَفْسِهِ على أَنَّهُ لو يُوَافِ بِهِ غَدًا فَدَيْنُهُ على الْكَفِيلِ فَغَابَ الطَّالِبُ في الْغَدِ فلم يَجِدْهُ الْكَفِيلُ حتى مَضَى الْغَدُ لَزِمَهُ الْمَالُ وَلَوْ رَفَعَ الْكَفِيلُ الْأَمْرَ إلَى الْقَاضِي فَنَصَبَ الْقَاضِي وَكِيلًا عن الطَّالِبِ وسلم إلَيْهِ الْمَكْفُولَ عنه يَبْرَأُ"[43]

ترجمہ: کسی نے اپنے لئے ایک کفیل بنایا کہ اگر میں کل تک اس کو پورا کروں تو قرضہ کفیل کے ذمے ہوگا کل طالب غائب ہوا کفیل نے کل تک اس کو نہ پایا تو اس پر مال لازم ہوگا اگر کفیل اس امر کو قاضی کے پاس لے گیا اور قاضی نے طالب کی طرف سے وکیل مقرر کیا اور مکفول عنہ کو اس کی طرف حوالہ کیا تو وہ بری الذمہ ہوگا۔

چوتھی صورت

"أو يَكُونَ ما يَدَّعِي عن الْغَائِبِ سَبَبًا لِمَا يَدَّعِي على الْحَاضِرِ"[44]

ترجمہ: حاضر پر دعویٰ کرنے کا سبب غائب پر دعویٰ کرنا ہو۔

کن صورتوں میں یک طرفہ فیصلہ ناجائز ہے:

ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ یک طرفہ فیصلہ ان صورتوں میں جائز نہیں

"لَا تُسْمَعُ الدَّعْوَى وَلَا تُقْبَلُ الْبَيِّنَةُ فِيمَا لو ادَّعَى إنْسَانٌ على الْمَفْقُودِ دَيْنًا أو وَدِيعَةً أو شَرِكَةً في عَقَارٍ أو رَقِيقٍ أو رَدًّا بِعَيْبٍ أو مُطَالَبَةً لِاسْتِحْقَاقٍ لِعَدَمِ الْخَصْمِ لِأَنَّ مَنْصُوبَ الْقَاضِي ليس بِخَصْمٍ وَكَذَا وَرَثَتُهُ لِأَنَّهُمْ يَرِثُونَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ ولم يَثْبُتْ"[45]

ترجمہ: اگر کوئی آدمی مفقود پر دَین، ودیعت، زمین میں شرکت، رقیق، عیب یا مطالبہ الاستحقاق کا دعویٰ کرے تو خصم نہ ہونے کی وجہ سے دعوی نہیں سنا جائے گا اور نہ گواہی قبول ہو گی۔

الاشباہ والنظائر میں لکھا گیا ہے:

"لأن القاضي لا يقضي إلا بالحجة وهي البينة أو الإقرار أو النكول"[46]

ترجمہ: کیونکہ قاضی دلیل کے بغیر فیصلہ نہیں کرتا جو دلیل یا اقرار یا انکار ہے۔

موصلیؒ لکھتے ہیں:

"ولا يقضي على غائب إلا أن يحضر من يقوم مقامه، أو ما يكون ما يدعيه على الغائب سببا لما يدعيه على الحاضر"[47]

ترجمہ: غائب پر کوئی فیصلہ نہیں سنایا جائے گا۔ مگر جب کوئی قائم مقام مقرر کیا جائے یا غائب پر دعویٰ کرنا حاضر پر دعویٰ کرنے کے لئے سبب ہو۔

ابن نجیمؒ لکھتے ہیں کہ قاضی غائب پر حکم صادر نہیں کر سکتا اگر کوئی حکم صادر کرے تو اس کے حاضر ہونے کے بعد اس کے دلائل اور گواہوں کو قبول کریں گے۔

"وَلَوْ لم يَكُنْ له مَالٌ أَصْلًا فَطَلَبَتْ من الْقَاضِي فَرْضَ النَّفَقَةِ فَعِنْدَنَا لَا يَسْمَعُ الْبَيِّنَةَ لِأَنَّهُ قَضَاءٌ على الْغَائِبِ وَعِنْدَ زُفَرَ يَسْمَعُ الْقَاضِي الْبَيِّنَةَ وَلَا يَقْضِي بِالنِّكَاحِ وَيُعْطِيهَا النَّفَقَةَ من مَالِ الزَّوْجِ وَإِنْ لم يَكُنْ له مَالٌ أَمَرَهَا الْقَاضِي بِالِاسْتِدَانَةِ فَإِنْ حضر الزوج وأقر بالنكاح ويعطيها النفقة من مال الزوج"[48]

ترجمہ: ترجمہ: اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو قاضی سے مطالبہ کرے اور قاضی اس کے لئے نفقہ مقرر کرے ہمارے نزدیک گواہی نہیں سنے گا کیونکہ یہ قضاء علی الغائب ہے۔ اور امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ قاضی گواہوں کے بیان سنے گا اور نکاح کا فیصلہ نہیں کرے گا اور اس کو خاوند کے مال سے نفقہ دے گا۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو قاضی قرضے کا حکم کرے گا اگر خاوند حاضر ہو جائے اور نکاح کا اقرار کرے تو خاوند کے مال سے نفقہ دلوایا جائے گا۔

ابن نجیمؒ لکھتے ہیں:

''وَالْقَضَاءُ لَا بُدَّ له من الطَّلَبِ وَالْخُصُومَةِ''[49]

ترجمہ: قضاء کے لئے طلب اور خصومت دونوں ضروری ہیں۔

بحر الرائق میں ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ مفقود میں غائب کے خلاف فیصلہ جائز ہے اور قضاء میں غائب کے خلاف فیصلہ جائز نہیں جیسے لکھتے ہیں:

"وَالْحَاصِلُ أَنَّ فِي نَفَاذِ الْقَضَاءِ على الْغَائِبِ رِوَايَتَيْنِ فَصَحَّحُوا فِي بَابِ الْمَفْقُودِ رِوَايَةَ النَّفَاذِ وفي كِتَابِ الْقَضَاءِ رِوَايَةَ عَدَمِهِ"[50]

ترجمہ: حاصل یہ ہے کہ غائب پر فیصلہ کے نفاذ میں دو روایتیں ہیں باب المفقود میں نفاذ اور باب القضاء میں عدم نفاذ۔

جوہر النیرہ میں یوں ارشاد ہے:

"وَالْقَضَاءُ عَلَى الْغَائِبِ لَا يَجُوزُ"[51]

ترجمہ: غائب پر فیصلہ جائز نہیں۔

دوسری جگہ پر جوہر النیرہ میں وارد ہے:

(وَلَا يَقْضِي الْقَاضِي عَلَى غَائِبٍ) لِأَنَّهُ يَحْتَمِلُ الْإِقْرَارَ وَالْإِنْكَارَ مِنْ الْخَصْمِ فَيَشْتَبِهُ وَجْهُ الْقَضَاءِ وَلِأَنَّ الْغَائِبَ لَا يَجُوزُ الْقَضَاءُ لَهُ فَكَذَا لَا يَجُوزُ الْقَضَاءُ عَلَيْهِ"[52]

ترجمہ: قاضی غائب کے خلاف فیصلہ نہیں سنائے گا کیونکہ اس میں اقرار اور انکار دونوں کا احتمال ہو سکتا ہے وجہ القضاء مشتبہ ہوا اس لئے غائب پر فیصلہ سنانا جائز نہیں اور نہ اس کے خلاف فیصلہ جائز ہے۔

ردالمختار میں یوں لکھا گیا ہے:

"ولا يقضي على غائب ولا له أي لا يصح بل ولا ينفذ على المفتى به بحر إلا بحضور نائبه أي من يقوم مقام الغائب"[53]

ترجمہ: فیصلہ نہ غائب کے لئے اور نہ غائب کے خلاف جائز ہے یعنی صحیح نہیں بلکہ مفتی بہ قول کے مطابق نافذ بھی نہیں ہوتا ہاں جب اس کا نائب موجود ہو یعنی غائب کا قائم مقام نائب موجود ہو۔

اگر پہلے حاضر ہوا پھر غائب رہا تو بھی قاضی کا فیصلہ جائز نہیں جیسے عنایہ شرح الھدایہ میں لکھتے ہیں:

"وَلَوْ أَنْكَرَ ثُمَّ غَابَ فَكَذَلِكَ لِأَنَّ الشَّرْطَ قِيَامُ الْإِنْكَارِ وَقْتَ الْقَضَاءِ"[54]

ترجمہ: اگر انکار کرے پھر غائب ہو جائے کیونکہ قضاء کے وقت انکار کا قیام شرط ہے۔

العنایہ میں وارد ہے:

"وَلَا يَقْضِي الْقَاضِي عَلَى غَائِبٍ إلَخْ الْقَضَاءُ عَلَى الْغَائِبِ وَلَهُ عِنْدَنَا لَا يَجُوزُ إلَّا إذَا حَضَرَ مَنْ يَقُومُ مَقَامَهُ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ : إنْ غَابَ عَنْ الْبَلَدِ أَوْ عَنْ مَجْلِسِ الْحُكْمِ وَاسْتَتَرَ فِي الْبَلَدِ جَازَ ، وَإِلَّا لَا يَصِحُّ فِي الْأَصَحِّ ؛ لِأَنَّ فِي الِاسْتِتَارِ تَضْيِيعًا لِلْحُقُوقِ دُونَ غَيْرِهِ ، وَاسْتَدَلَّ بِأَنَّ ثُبُوتَ الْقَضَاءِ بِوُجُودِ الْحُجَّةِ وَهِيَ الْبَيِّنَةُ ، فَإِذَا وُجِدَتْ ظَهَرَ الْحَقُّ فَيَحِلُّ لِلْقَاضِي الْعَمَلُ بِمُقْتَضَاهَا ، وَلَنَا أَنَّ الْعَمَلَ بِالشَّهَادَةِ لِقَطْعِ الْمُنَازَعَةِ ؛ لِأَنَّ الشَّهَادَةَ خَبَرٌ يَحْتَمِلُ الصِّدْقَ وَالْكَذِبَ ، وَلَا يَجُوزُ بِنَاءُ الْحُكْمِ عَلَى الدَّلِيلِ الْمُحْتَمِلِ إلَّا أَنَّ الشَّرْعَ جَعَلَهُ حُجَّةً ضَرُورَةَ قَطْعِ الْمُنَازَعَةِ ، وَلِهَذَا إذَا كَانَ الْخَصْمُ حَاضِرًا وَأَقَرَّ بِالْحَقِّ لَا حَاجَةَ إلَيْهَا وَلَا مُنَازَعَةَ إلَّا بَعْدَ الْإِنْكَارِ وَلَمْ يُوجَدْ ، فَإِنْ قَالَ قَدْ عَمِلْتُمْ بِالشَّهَادَةِ بِدُونِ الْإِنْكَارِ إذَا حَضَرَ الْخَصْمُ

وَسَكَتَ"[55]

ترجمہ: قاضی غائب پر فیصلہ نہیں سنائے گا غائب پر قضاء کرنا ہمارے نزدیک جائز نہیں جب تک اس کا نائب موجود نہ ہو امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ اگر مدعیٰ علیہ شہر سے یا مجلس سے غائب ہو اور اس شہر میں چھپا رہا تو جائز ہے اگر ایسا نہ ہو تو جائز نہیں کیونکہ چھپ رہنا حقوق کا ضیاع ہے اور قضاء کا ثبوت دلیل کے وجود سے ہوتا ہے جو گواہی ہے جب حق کا اظہار پایا جائے تو قاضی کے لئے اس پر عمل کرنا جائز ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ شہادت پر عمل کرنا جھگڑوں کو ختم کرتا ہے شہادت صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھتی ہے۔ اور متحمل دلیل پر فیصلہ کی بناء جائز نہیں الّا یہ کہ شریعت نے جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے حجت کی ضرورت محسوس کی ہو اس لئے جب مدعیٰ علیہ حاضر ہو یا حق کا اقرار کرے تو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہاں جب انکار کرے یا غائب ہو۔

دو آدمیوں نے چوری کی اور ان میں سے ایک غائب ہوا اور ان دونوں پر دو گواہوں نے گواہی دی تو غائب پر حد جاری نہیں ہوگی۔

العنایہ شرح الھدایہ میں لکھتے ہیں:

"فَإِنْ سَرَقَا ثُمَّ غَابَ أَحَدُهُمَا وَشَهِدَ الشَّاهِدَانِ عَلَى سَرِقَتِهِمَا قُطِعَ الْآخَرُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ الْآخَرِ وَهُوَ قَوْلُهُمَا) وَكَانَ يَقُولُ أَوَّلًا : لَا يُقْطَعُ ، لِأَنَّهُ لَوْ حَضَرَ رُبَّمَا يَدَّعِي الشُّبْهَةَ .وَجْهُ قَوْلِهِ الْآخَرِ أَنَّ الْغَيْبَةَ تَمْنَعُ ثُبُوتَ السَّرِقَةِ عَلَى الْغَائِبِ فَيَبْقَى مَعْدُومًا وَالْمَعْدُومُ لَا يُورِثُ الشُّبْهَةَ وَلَا مُعْتَبَرَ بِتَوَهُّمِ حُدُوثِ الشُّبْهَةِ"[56]

ترجمہ: اگر دو آدمیوں نے چوری کی پھر ان میں سے ایک غائب ہوا اور دو گواہوں نے ان دونوں کی چوری پر گواہی دی تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق دوسرے آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا یہ دونوں کا قول ہے پہلے وہ کہتے ہیں کہ ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے اگر وہ حاضر ہو جائے تو دعویٰ میں کبھی کبھی شبہہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے قول کی وجہ سے کہ غائب پر ثبوت سرقہ ممنوع ہے تو یہ معدوم ہوا معدوم شبہہ کو منتقل نہیں کرتا اور شبہہ کا حدوث توہم کے ساتھ معتبر نہیں۔

جب غائب حاضر ہو جائے اگر وہ چاہے تو فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے ورنہ نافذ نہیں ہوتا جیسے کاسانیؒ لکھتے ہیں:

"فإذا حَضَرَ الزَّوْجُ وَأَنْكَرَ يَأْمُرُهَا بِإِعَادَةِ الْبَيِّنَةِ في وَجْهِهِ فَإِنْ فَعَلَتْ نُفِّذَ الْفَرْضُ وَصَحَّتْ الِاسْتِدَانَةُ وَإِنْ لم يَفْعَلْ لم يُنَفَّذْ ولم يَصِحَّ"[57]

ترجمہ: جب خاوند حاضر ہو جائے اور انکار کرے تو گواہوں کو دوسری وجہ سے دوبارہ حکم دیا جائے گا اگر انہوں نے گواہی دی تو مقررہ حصہ کو نافذ کیا جائے گا اور قرض بھی صحیح ہوگا اگر دوبارہ گواہی نہ دی تو مقرر حصہ نافذ نہیں ہوگا اور نہ پہلا فیصلہ صحیح ہوگا۔

نتائج البحث

1. اسلام میں دعویٰ کو ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے۔
2. دعویٰ کے ذریعے لوگوں کی حقوق کا تحفظ ہوتا ہے۔
3. دعویٰ کے ذریعے لوگوں کے درمیان جھگڑوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔
4. کوئی شخص قاضی کی طرف رجوع کئے بغیر اپنا حق خود نہیں لے سکتا ہے۔

5. مقدمات میں دعویٰ، دعویٰ کے اثبات کے طریقے اور فیصلہ ریڈ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔
6. فیصلہ سنانے کے لئے فقہاء کرام نے 10 شرائط بیان کیے ہیں۔
7. اسلام میں غائب کے لئے فیصلہ سنانا یا غائب کے خلاف فیصلہ سنانا دونوں ناجائز ہیں کیونکہ غائب کے حالات کا کوئی پتہ نہیں اور نبی کریم ﷺ بھی غائب کا کلام سنے بغیر فیصلہ سنانے سے منع فرماتے تھے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

---

[1] رستم باز، سلیم، شرح المجلہ، ص: ۱۱۷۲

Rustam Bāz, Salīm, Sharḥ al Mujallah, P:1172.

[2] کیرانوی، وحید الزمان، قاموس جدید، کراچی، ادارہ اسلامیات، ۱۹۹۰، ص: ۲۱۹، حرف دال

Kīrānwī, Waḥīd al Zamān, Qāmsū Jadīd, (Karachi: Idārah Islāmiyāt, 1990), P:219.

[3] الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، دار السلاسل، الکویت، ۱۴۲۷ھ، ج: ۲۰، ص: ۲۷۰

Al Mawsū'Aḥmad al Fiqhiyyah al Kuwaytiyyah, (Al Kuwayt: Dār al Salāsil), Vol:20, P:270.

[4] حصکفی، علاؤالدین، الدر المختار علی ہامش رد المختار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج: ۴، ص: ۴۱۹

Ḥaṣfakī, 'Alā' al Dīn, Al Durr al Mukhtār 'Alā hāmish rad al Mukhtār, (Beirūt:Dār Iḥyā' al Turāth al 'Arabī), Vol:4, P:419.

[5] محمد الخطیب الشربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، ج: ۴، ص: ۴۶۱

Muḥmmad Al Khaṭīb al Shirbīnī, Mughnā al Muḥtāj 'Ilā Ma'rifah Ma'ānī alfāẓ al Minhāj, Vol:4, P:461.

[6] البہوتی، منصور بن یونس، شرح منتہی الارادات، بیروت، عالم الکتب، ۱۹۹۶م، ج: ۳، ص: ۵۵۵

Al Bahūtī, Manṣūr bin Yūnus, Sharḥ Muntahā al Idārāt, (Beirūt: 'Alam al Kutub, 1996), Vol:3, P:555.

[7] القرافی، احمد بن ادریس، الفروق او انوار البروق فی انواء الفروق، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۸م، ج: ۴، ص: ۱۵۳

Al QarāFī, Aḥmad bin Idrīs, Alfurūq aw Anwār al Burūq fī anwā' al furūq, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1998), Vol:4, P:153.

[8] ناصر ابن عقیل، القضاء فی عہد عمر بن الخطاب، مکتبۃ التوبہ، بیروت، ج: ۱، ص: ۳۷۳

Nāṣir ibn 'Uqayl, Al Dār Al Qaḍā Fī 'Ahd 'Umar bin al Khṭṭāb, (Beirūt: Maktabah Al tawbah), Vol:1, P:373.

[9] درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام، ج: ۱۱، ص: ۱۵۳

Durrul Ḥukām Fī Sharḥ Mujallah al Aḥkām, Vol:11, P:153.

[10]النساء: ٦٥

Al Nisā':65.

[11]الآلوسی، ابو الفضل، محمود، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج: ۵، ص: ۷۱

Al Ālūsī, Abū al Faḍal, Maḥmūd, Rūḥ al Ma'ānī Fī Tafsīr al Qurān al 'Aẓīm wal Sab' al Mathānī, (Beirūt:Dār Iḥyā' al Turāth al 'Arabī), Vol:5, P:71.

[12]جامع صحیح مسلم، القشیری، النیسابوری، مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت سے شائع ہوا ہے۔

[13]مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی – بیروت، ج: ۳، ص: ۱۳۳٦

Muslim bin al ḥajjāj, Ṣaḥiḥ Muslim, (Beirūt: Dār Iḥyā' al Turāth al Arabī), Vol:3, P:1336.

[14]فحل، ماہر یاسین، اثر علل الحدیث فی اختلاف الفقہاء، موقع صید الفوائد، بیروت، ج: ۵، ص: ۲

Faḥal, Māhir Yāsīn, Athar 'Ilal al Ḥadīth Fī Ikhtilāf al Fuqahā', (Beirūt: Mawqi' Ṣayd al fawā'id), Vol:5, P:2.

[15]القضاء فی عہد عمر بن الخطاب، ج: ۱، ص: ۳۷۴

Al Qaḍā Fī 'Ahd 'Umar bin al Khṭṭāb, Vol:1, P:374.

[16]الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج: ٦، ص: ۲۲۴

Al Kāsānī, Alā al Dīn, Badā,i' al Ṣanā,i' fi Tartīb al Sharā,i', Vol:6, P:224.

[17]الشیخ نظام، جماعۃ من علماء الہند، الفتاوی الہندیہ، العالمگیریہ، دار الفکر، ۱۹۹۱م، بیروت، ج: ۳، ص: ۲۹۲

Al Shaykh Niẓām, Jamā'ah Min 'Ulamā' al Hind, Al Fatāwā al Hindiyah al 'Ālamgīriyah, (Beirūt: Dār al fikr, 1991), Vol:3, P:292.

[18]ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۱۲، ص: ۵۸

Abū Bakar 'Abdullāh bin Muḥmmad bin Abī Shaybah, Muṣannaf Ibn Abī Shaybah, Vol:12, P:58.

[19]الجوہرۃ النیرہ، ج: ۵، ص: ۳۸۵

Al Jawharah al Nīrah, Vol:5, P:384.

[20]الشیخ نظام، جماعۃ من علماء الہند، الفتاوی الہندیۃ، العالمگیریۃ، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۱م، ج: ۴، ص: ۲

Al Shaykh Niẓām, Jamā'ah Min 'Ulamā' al Hind, Al Fatāwā al Hindiyah al 'Ālamgīriyah, (Beirūt: Dār al fikr, 1991), Vol:4, P:2.

[21]الحنفی، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج: ۷، ص: ۱۹۱

Al Ḥanafī, Zain al Dīn Ibn Najīm, Al Baḥar al Rā'iq Sharḥ Kanz al Daqā'iq, Vol:7, P:191.

[22]المحامی، فہمی الحسینی، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ج: ۴، ص: ۱٦۷

Al Muḥāmī, Fahmī al Ḥussaynī, Durrul Ḥukām Sharḥ Mujallah al Aḥkām, Vol:4, P:167.

[23] الحنفی، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج: ۷، ص: ۲۰۱

Al Ḥanafī, Zain al Dīn Ibn Najīm, Al Baḥar al Rā'iq Sharḥ Kanz al Daqā'iq, Vol:7, P:201.

[24] الحنفی، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج: ۷، ص: ۱۹۱

Al Ḥanafī, Zain al Dīn Ibn Najīm, Al Baḥar al Rā'iq Sharḥ Kanz al Daqā'iq, Vol:7, P:191

[25] الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج: ۶، ص: ۲۲۲

Al Kāsānī, Alā al Dīn, Badā,i' al Ṣanā,i' fi Tartīb al Sharā,i', Vol:6, P:222.

[26] ۔الحنفی، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج: ۷، ص: ۱۹۱

Al Ḥanafī, Zain al Dīn Ibn Najīm, Al Baḥar al Rā'iq Sharḥ Kanz al Daqā'iq, Vol:7, P:191.

[27] تکملۃ حاشیۃ رد المحتار، ج: ۲، ص: ۴

Takmilah Ḥāshiyah radd al Muḥḥtār, Vol:2, P:4.

[28] الماوردی، علی بن محمد بن محمد، الحاوی فی فقہ الشافعی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۴، ج: ۱۷، ص: ۲۹۳

Al Mawardī, 'Alī bin Muḥmmad bin Muḥmmad, Al Ḥāw ī Fī Fiqh al Shāfi'ī, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1994), Vol:17, P:293.

[29] البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ و فی ذیلہ الجوہر النقی، ج: ۱۰، ص: ۱۳۷

Al Bayhaqī , Abū Bakar Aḥmad bin Al Ḥussayn bin 'Alī, , Al Sunan Al Kubrā wa Fī Dhaylih al Jawhar al Naqī, Vol:10, P:137.

[30] حسن: حدیث کی وہ قسم ہے جس کا مخرج معلوم ہو اور آخر تک سند مشہور ہو۔یعنی سند منقطع نہ ہو، کوئی راوی مدلس اور جھوٹا نہ ہو۔

زرکشی، محمد بن عبداللہ، النکت علی مقدمہ ابن الصلاح، اضواء السلف، الریاض، ۱۹۹۹م، ج: ۱، ص: ۳۰۴

Zarkashī, Mhuḥammad bin Abdullah, Al Nukat 'Alā Muqaddamah ibn al Ṣalaḥ, (Al Riyāḍ: Aḍwā' al Salaf, 1999), Vol:1, P:304.

[31] صحیح وہ حدیث ہوتی ہے جس کی سند متصل ہو، نقل عدل سے ہو، راوی ضابط ہو، شاذ اور معلل نہ ہو۔الزرکشی، محمد بن عبداللہ، النکت ابن صلاح، ج: ۱، ص: ۹۷۔

Zarkashī, Mhuḥammad bin 'Abdullāh, Al Nukat ibn al Ṣalaḥ, Vol:1, P:97.

[32] النیسابوری، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت، دار الکتب العلمیہ، حدیث: ۷۰۰۴

Al Nīsābūrī, Muḥmmad bin 'Abdullāh, Al Mustadrak 'Alā al Ṣaḥīḥayn, (Beirūt: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah), Ḥadīth No:7004.

[33] عمرو بن العاص بن وائل السہمی القریشی ہجرت سے قبل ۵۰ھ کو پیدا ہوئے آپ فاتح مصر ہیں۔ذات السلاسل کے سپہ سالار تھے اور عمرؓ کے زمانے میں شام کے جہادی لشکر کا سپہ سالاری کر رہے تھے۔ ۴۳ھ کو فوت ہوئے۔الاصابہ، ج: ۲، ص: ۵۰۱

Al 'Iṣābah, Vol:2, P:501.

[34] مبارک پوری، محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم، تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج: ۴، ص: ۴۶۸

Mubārak Pūrī, Muḥmmad 'Abd al Raḥmān bin 'Abd al Rahīm, Tuḥfah al Aḥwadhī bi Sharḥ Jāmi' al Tarmidhī, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah), Vol:4, P:468.

35 ابو حاتم التمیمی، محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، ج:اا، ص:۴۵۱

Abū Ḥātam al Tamīmī , Muḥammad bin Ḥibbān, Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān, Vol:11, P:451.

36 ابو داود سلیمان بن الاشعث، سنن ابوداؤد، حدیث: ۳۵۸۴

Abū Dāwūd, Sulimān bin Ash'ath, Sunan Abī Dāwūd, Ḥadīth No:3584.

37 علاء الدین، علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، حدیث:۴۴۰۱

'Alā' al Dīn, 'Alī bin Ḥisām al Dīn, Kanz al 'Ummāl Fī Sunan al Aqwāl wal Af'āl, (Mo'assasah al Risālah), Ḥadīth No:4401.

38 احمد بن حنبل، مسند احمد، حدیث: ۶۹۰

Aḥmad bin Ḥambl, Musnad Aḥmad, Ḥadith No:690.

39 الجوہرۃ النیرہ، ج: ۴، ص: ۳۴۳

Al Jawharah al Nīrah, Vol:4, P:343.

40 ابن نجیم، بحر الرائق، ج: ۷، ص: ۲۰

Ibn Najīm, Baḥar al Rā'iq, Vol:7, P:20.

41 ایضاً، ج: ۷، ص: ۲۰

Ibid, Vol:7, P:20.

42 ابن عابدین، حاشیہ رد المختار علی الدر المختار، ج: ۵، ص: ۴۱۵

Ibn 'Ābidīn, Ḥāshiyah rad al Mukhtār 'Alā al durr al Mukhtār, Vol:5, P:415.

43 ابن نجیم، بحر الرائق، ج: ۷، ص: ۲۰

Ibn Najīm, Baḥar al Rā'iq, Vol:7, P:20.

44 ایضاً، ج: ۷، ص: ۲۰

Ibid, Vol:7, P:20.

45 ایضاً، ج: ۵، ص: ۱۷۷

Ibid, Vol:5, P:177.

46 الاشباہ والنظائر، ص: ۲۴۵

Al Ashbāh wal Naẓā'ir, P:245.

47 الموصلی، ابن مودود، الاختیار لتعلیل المختار، ص: ۱۹

Al Muṣalī, Ibn Mawdūd, Al Ikhtiyār li Ta'l īl al Mukhtār. P:19.

48 ابن نجیم، بحر الرائق، ج: ۴، ص: ۲۱۴

Ibn Najīm, Baḥar al Rā'iq, Vol:4, P:214.

[49]ایضاً، ج: ۴، ص: ۲۳۴

Ibid, Vol:4, P:234.

[50]ایضاً، ج: ۵، ص: ۱۷۷

Ibid, Vol:5, P:177.

[51]الجوہرة النیره، ج: ۴، ص: ۳۴۳

Al Jawharah al Nīrah, Vol:4, P:343.

[52]ایضاً، ج: ۶، ص: ۲۲

Ibid, Vol:6, P:22.

[53]الدر المختار، ج: ۵، ص: ۴۰۹

Al durr al Mukhtār, Vol:5, P:409.

[54]العنایہ شرح الہدایہ، ج: ۱۰، ص: ۲۸۵

Al 'Ināyah Sharḥ al Hidayah, Vol:10, P:285.

[55]ایضاً، ج: ۱۰، ص: ۲۸۶

Ibid, Vol:10, P:286.

[56]ایضاً، ج: ۷، ص: ۳۹۳

Ibid, Vol:7, P:393.

[57]الکاسانی ، علاء الدین ،بدائع الصنائع ،ج: ۴، ص: ۲۷

Al Kāsānī, Alā al Dīn, Badā,i 'al Ṣanā,i', Vol:4, P:27.